OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi

الثقافۃ الاسلامیۃ
SZIC

ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

مفقود الخبر و سزائے قید کی صورت میں تنسیخ نکاح، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا تجزیاتی مطالعہ

Tansikh Nikha in case of Mafqood ul Khabar and imprisonment: Analytical study of the recommendations of the Islamic Ideological Council

***Dr.Hafiz Faiz Rasool**
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

****Anwar ul Haq**
M.phil Islamic Studies, Islamia University of Bhawalpur

*****Pakiza Malik**
M.Phil. Islamic Studies, Dept. of Islamic Studies, Islamia University Bahawalpur

☆ڈاکٹر حافظ فیض رسول
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، لاہور، گیریژن یونیورسٹی، لاہور

☆☆انوار الحق
ایم فل، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

☆☆☆پاکیزہ ملک
ایم فل ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

Abstract:

The beloved homeland of Pakistan was acquired for the protection of Islamic laws and values and the implementation of Islamic laws in Pakistan continued to some extent from the first day of the establishment of Pakistan. The first step in Islamic legislation was a resolution aimed at enabling Muslims, individually and collectively, to live their lives in accordance with Islamic teachings and requirements. The Islamic Ideological Council

was established to make this ideology a reality. Under Article 230 of the 1973 Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the Council was responsible for giving opinions to the Majlis-e-Shura and the Provincial Assembly, under which Muslims could lead their individual and collective lives in accordance with Islam. It is also the responsibility of the Council to weigh the existing laws in the scales of Islamic law, which the Council is fulfilling to the best of its ability. And a general review of the council's performance shows that the council has made more than 6,500 recommendations so far and more than 90 recommendations have been implemented. And in family matters, the council's recommendations on marriage annulment are commendable. The council made recommendations that meet today's most important .needs

Key Words: Cancellation of marriage, Imprisonment, Recommendations, Husband, Wife.

اسلامی نظریاتی کونسل ملک کا ایک معتبر اور موقر آئینی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ اُنسٹھ سال پہلے ۱۹۶۲ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کے بنیادی مقاصد میں حکومت اور پارلیمنٹ کی راہنمائی کرنا شامل ہے تاکہ حکومتی سطح پر متفقہ رائے سے بننے والے قوانین میں سے کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے منافی نہ ہو۔ حکومت کسی بھی معاملے پر اسلامی نظریاتی کونسل کو ریفرنس بھی بھیج سکتی ہے۔ یہ بات بھی کونسل کے دائرہ کار میں شامل ہے کہ ملک میں اسلامی اقدار کے فروغ اور نفاذ کیلئے تجاویز پیش کرے۔ اگرچہ ماضی میں اس کونسل کی سفارشات کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی اور نہ ہی اس کی سالانہ رپورٹ کو اسمبلی میں زیرِ بحث لانے کا دستوری تقاضا پورا کیا گیا، لیکن یہ امر اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج بھی اس ادارے کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ ایک طرح کا تھنک ٹینک (Think Tank) یا مشاورتی فورم ہے جس میں ملک بھر کے جید علماء، دانشور، مفکرین، ماہرین قانون اور اساتذہ کو نمائندگی دی جاتی ہے۔

مارچ ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی قیادت میں قرارداد مقاصد منظور کی جو ۱۹۵۶ء کے آئین میں تمہید کے طور پر شامل کی گئی۔ ۱۹۸۵ء میں اس قرارداد کو آئین کے آرٹیکل ۲ الف کے طور پر دستور کا باقاعدہ حصہ بناتے ہوئے یہ طے کیا گیا کہ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہو گی جنہیں موجودہ صدر ان اشخاص میں سے مقرر کرے گا، جو اسلامی شرعیہ کے اصولوں اور فلسفے کا بہترین علم رکھتے ہوں علاوہ ازیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک بھی بخوبی رکھتے ہوں۔

اسی طرح آرٹیکل ۲۲۸ کی اگلی ذیلی شق (۳) کی رو سے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے کم از کم دو ارکان سپریم کورٹ یا کسی ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا سابق جج ہوں گے۔ اُن میں سے کم از کم ایک خاتون رکن کا ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کونسل

کے ارکان میں کم از کم چار ارکان اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق سے وابستہ ہوں جو کم از کم پندرہ سالہ علومِ اسلامیہ کی تحقیق و تدریس کے تجربہ کے حامل ہوں۔[1]

اسلامی احکام اور اقدار کے تحفظ کے لیے وطنِ عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان حاصل کیا گیا اور پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ قیامِ پاکستان کے روز اول ہی سے کسی نہ کسی حد تک جاری رہا۔ قوانین کی اسلامی تشکیل کی سب سے پہلی کڑی قرار دادِ مقاصد تھی، جس میں اس بات کی منظوری دی گئی کہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضات کے مطابق گزار سکیں۔ اسی عزم کو حقیقت کا نام دینے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۳۰ کے تحت کونسل کی ذمہ داری تھی کہ وہ مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلی کو رائے دے جن کے تحت مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے مطابق گزاریں۔ کونسل کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ موجودہ قوانین کو اسلامی قوانین کے ترازو میں پرکھے جو کہ کونسل اپنی ذمہ داری بہتر طریقے سے نباہ رہی ہے۔ اور کونسل کی کارکردگی کا عمومی جائزہ لیں تو نتیجہ نکلتا ہے کہ کونسل اب تک چھ ہزار پانچ سو سفارشات سے زائد مرتب کر چکی ہے اور نوے سے زائد سفارشات پر عمل ہو چکا ہے۔ اور عائلی مسائل میں قوانینِ تنسیخ نکاح سے متعلق کونسل کی سفارشات قابل ستائش ہیں۔ کونسل نے ایسی سفارشات پیش کیں جو موجودہ دور کی اہم ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ عموماً "عدالتی تنسیخ نکاح" کو بھی "خُلع" کا نام دیا جاتا ہے اور پھر وہی احکام جو خُلع میں نافذ ہوتے ہیں وہی حکم "عدالتی تنسیخ نکاح" پر بھی لاگو کر دیئے جاتے ہیں جو کہ شرعاً اسلامی قوانین کی خلاف ورزی ہے تاہم درج ذیل میں فرق اور پھر ان احکام کی وضاحت ہم اپنے اس مقالے میں پیش کریں گے۔

مفقود الخبر ہونے کی صورت میں زوجہ کو علیحدگی کا حق

مفقود الخبر کی تعریف:

جس عورت کا شوہر اس طرح لاپتہ ہو کہ اس کے زندہ یا مردہ ہونے کا کوئی علم نہ ہو اور بیوی کے خرچ اور گزر بسر کا انتظام نہ ہو سکتا ہو یا بدون شوہر بیٹھے رہنے سے ابتلائے معصیت کا قوی اندیشہ ہو تو وہ عدالت سے رجوع کرے اور بینہ شرعیہ سے اس غائب سے اپنا نکاح ثابت کرے اور پھر شہادت کے ذریعہ اس کا غائب ہونا ثابت کرے، بعد ازیں عدالت خود تحقیق و تفتیش کرے اور جب تلاش سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو کچھ عرصہ انتظار کا حکم کرے، مدت مذکورہ میں بھی اگر غائب کا پتہ نہ چلے تو اختتام مدت کے بعد اسے مردہ تصور کیا جائے گا اور عورت عدتِ وفات گزارنے کے بعد نکاح کرنے میں آزاد ہو گی۔

''إذَا غَابَ الرَّجُلُ فَلَمْ يُعْرَفْ لَهُ مَوْضِعٌ وَلَا يُعْلَمُ أَحَيٌّ هُوَ أَمْ مَيِّتٌ نَصَّبَ الْقَاضِي مَنْ يَحْفَظُ مَالَهُ وَيَقُومُ عَلَيْهِ وَيَسْتَوْفِي حَقَّهُ''[2] **ترجمہ:** اگر شوہر اس طرح غائب ہو جائے کہ اس کی موت وحیات کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے تو قاضی اس کی تحقیق و تفتیش کروائے۔

اس بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ان پر تجزیہ ملاحظہ کیجئے:

اسلامی نظریاتی کونسل نے مختلف ادوار میں مفقود الخبر کے حوالے سے قانونِ تنسیخ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء پر غوروخوض کرتے ہوئے جو سفارشات مرتب کیں۔ ان میں سب سے پہلے کونسل نے ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کو چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمن کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ایکٹ ۱۹۳۹ء پر شق وار بحث کرتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر سفارش مرتب کی۔[3]

کونسل میں بحث:

کونسل کے اجلاس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مروجہ قانون ''قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء'' کی دفعہ ۲(۱) کو زیرِ بحث لایا گیا جو درج ذیل ہے:

''خاوند کے چار سال سے مفقود الخبر ہونے کی صورت میں بیوی کو بذریعہ عدالت تفریق کا حق دیا گیا ہے لیکن عدالت کے اس حکم کے نفاذ کو ٦ ماہ کی مدت پر موقوف رکھا گیا ہے، چنانچہ اگر ٦ ماہ کے مدت میں خاوند واپس آجائے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے پر بھی آمادہ ہو تو عدالت کی ڈگری مؤثر نہ ہو گی۔''[4]

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمن نے ورکنگ پیپر کے ذریعے مذکورہ دفعہ کے متعلق تحریری رائے دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے مقننین نے مروجہ قانون میں مفقود الخبر کے لئے چار سال کی مدت بظاہر فقہ مالکیہ سے لی ہے لیکن حقیقت میں ان سے فقہ مالکیہ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ مروجہ قانون کے مطابق دعوی دائر کرنے سے پہلے یا دعوی دائر کرنے کے وقت تک یا کم از کم عدالت کے حکم کے وقت تک چار سال کی مدت گزرنا شرط ہے۔ جبکہ فقہ مالکیہ کے مطابق دعوی دائر کرنے سے پہلے خواہ کتنی ہی مدت گزر چکی ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے فیصلوں سے بھی ظاہر ہے۔

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے ورکنگ پیپر میں تحریری رائے دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ مروجہ قانون کے مطابق عدالت کے حکم کی تاریخ سے چھ ماہ تک فسخ نکاح کی ڈگری موثر نہیں ہو گی، **اور راقم الحروف کو عدالتی حکم کے چھ ماہ تک موقوف رکھنے کی** تائید میں کتب فقہ سے کوئی قول نہیں مل سکا۔ چھ ماہ کی جو مدت عدالتی سرٹیفکیٹ کے نافذ قرار دیئے جانے کے لیے مقرر کی گئی ہے بظاہر

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند ٦ ماہ تک واپس نہ آئے یا واپس تو آجائے مگر حقِ زوجیت ادا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو عدالتی سرٹیفکیٹ مؤثر ہو جائے گا یعنی فریقین میں تفریق واقع ہو جائے گی اور عورت عدت گزارنا شروع کر دے گی۔

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رائے دیتے ہوئے مزید یہ بھی کہا کہ دراصل فقہاء مالکیہ کے ہاں یہ مسئلہ اجتہادی نوعیت کا ہے۔ وقت اور زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے مدت انتظار کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ رسل و رسائل کے ذرائع موجودہ زمانے میں اس قدر وسیع اور تیز تر ہیں کہ زمانہ قدیم میں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ موجودہ دور میں کسی شخص کے مفقود الخبر ہونے کی اطلاع ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے ایک ہی دن میں پورے ملک میں نشر کی جاسکتی ہے اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سے اس کی تصویر بھی شائع کی جاسکتی ہے۔ کتب فقہ مالکیہ میں مفقود الخبر سے متعلق ذکر کردہ متعدد اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ ضرورت شدیدہ کے وقت مزید ایک سال انتظار کے قول پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ چیئرمین کونسل نے اس قول کو موجودہ زمانے کے حالات سے قریب تر قرار دیا اور متعلقہ مفقود الخبری کے قانون کی بنیاد اسی قول پر رکھی اور رائج الوقت قانون میں درج ذیل ترمیم کی:

"جب عورت عدالت میں مفقود الخبری کا دعوی پیش کرے اور ثبوت ملنے کے بعد عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ خاوند واقعی مفقود الخبر ہے تو عدالت کو چاہیے کہ عورت کو مزید چھ ماہ تک انتظار کا حکم دے۔ اگر شوہر ٦ ماہ کے اندر واپس نہ آئے تو عدالت ٦ ماہ کی مدت کے اختتام پر نکاح فسخ کر دے گی اور بعد انقضائے عدت عورت نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہو گی۔ مگر یہ لازم ہے کہ مزید چھ ماہ کے انتظار کا حکم اس صورت میں دیا جائے گا جب کہ عورت کے پاس اس ٦ ماہ کے نفقے کا انتظام موجود ہو، بصورت دیگر مفقود الخبری کے ثبوت کے بعد بوجہ مفقود الخبری شوہر و عدم موجودگی نفقہ عدالت فی الفور نکاح فسخ کرنے کی مجاز ہو گی۔"[5]

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش:

مذکورہ بالا تفصیلی بحث کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل نے چیئرمین کونسل کی رائے کو متفقہ طور پر منظور کیا اور سفارش پیش کی کہ موجودہ دفعہ ٢ کی ذیلی شق ا کی بجائے درج ذیل عبارت درج کی جائے:

"جب عورت مفقود الخبری کی بنا پر عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعوی پیش کرے اور بعد از ثبوت عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ شوہر واقعتاً مفقود الخبر ہے تو عدالت کو چاہیے کہ عورت کو ایک سال انتظار کا حکم دے۔ عدالت اس دوران ایسے وسائل و ذرائع کے ذریعے جن کو وہ مناسب سمجھے، شوہر کا پتہ چلانے کی کارروائی کرے گی۔ اگر ایک سال کے اندر اس کا شوہر نہ آئے اور اس کا کچھ سراغ نہ مل سکے تو ایک سال کی مدت کے انتظار پر بربنائے مفقود الخبری عدالت شوہر کے نکاح کو فسخ کر دے گی۔ اور ایک سال کے انتظار کا حکم جاری کرتے وقت عدالت یہ دیکھے گی کہ عورت کے پاس نان و نفقہ کا مناسب انتظام موجود ہے یا نہیں۔ عدالت مناسب انتظام موجود نہ ہونے کی صورت میں عورت کا نان و نفقہ خزانہ عامرہ سے دیئے جانے کا حکم جاری کرے گی۔"[6]

مذکورہ دفعہ پر کونسل میں از سرِ نو غور:

یکم تا ۲ مئی ۱۹۹۹ء کو چیئر مین کونسل ڈاکٹر شیر محمد زمان کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۳۶ ویں اجلاس میں قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء پر دوبارہ شق وار غور کیا گیا۔ اور مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ کی ذیلی شق ۱ کے حوالے سے غور و خوض کے بعد کونسل اس نتیجہ پر پہنچی کے مجوزہ ترمیم یعنی لفظ "چار سال" کو لفظ ایک سال سے بدل دیا جائے۔ موجودہ حالات میں جبکہ رسل و رسائل کے ذرائع بہت ترقی کر چکے ہیں، یہ ترمیم مناسب ہے۔ اور کونسل کے سابقہ فیصلے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔[7]

امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ مفقود الخبر کی زوجہ کو ایک سال تک انتظار کرنا چاہیے۔ حضرت ابن المسیب سے مروی ایک روایت نقل کرتے ہیں:

"لاَ تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ، وَلاَ يُقْسَمُ مَالُهُ، فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ المَفْقُودِ"[8]

ترجمہ: اس کی بیوی دوسرا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے، پھر اس کی خبر ملنی بند ہو جائے تو اس کا معاملہ بھی مفقود الخبر کی طرح ہو جاتا ہے۔

کونسل میں مزید غور:

چیئر مین کونسل ڈاکٹر خالد مسعود کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل نے قانونِ انفساخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲(۱) پر دوبارہ غور کیا۔ مذکورہ دفعہ پر کونسل کی لاء کمیٹی نے غور کرتے ہوئے سفارش پیش کی کہ "ذرائع ابلاغ کی ترقی اور تمدنی حالات میں تبدیلی کی رعایت سے مذکورہ بالا مدت چار سال سے کم کر کے دو سال مقرر کر دی جائے"۔ لاء کمیٹی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کونسل نے دو سال مدت مقرر کرنے کی سفارش کی۔[9]

کونسل کا فیصلہ:

لاء کمیٹی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کونسل نے حسبِ ذیل فیصلہ کیا:

"بغرض طلاقِ مفقود الخبر شوہر کے لاپتہ رہنے کی مدت دو سال ہے، لہٰذا مفقود الخبر شوہر کی زوجہ دو سال کے انتظار کے بعد بغرض طلاق عدالت سے رجوع کر سکتی ہے"۔[10]

تجزیہ:

کونسل نے مختلف ادوار میں مفقود الخبر کے حوالے سے قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء پر غور و خوض کر کے سفارشات مرتب کیں۔ سب سے پہلے کونسل نے جسٹس تنزیل الرحمن کے دور میں مفقود الخبر کے حوالے سے یہ سفارش مرتب کی کہ عورت مفقود الخبری کی بنا پر تنسیخِ نکاح کے لیے دعوی دائر کرنے کے بعد عدالت کے حکم پر ایک سال تک انتظار کرے اور انتظار کی مدت کے دوران

نان و نفقہ نہ ہونے کی صورت میں عدالت سرکاری خزانے سے نان و نفقہ جاری کرے۔ اور اس مدت کے دوران عدالت تمام وسائل و ذرائع استعمال کرتے ہوئے شوہر کا پتہ چلانے کی کاروائی مکمل کرے، اور پھر بھی شوہر کا سراغ نہ مل سکے تو عدالت فسخِ نکاح کی ڈگری جاری کرے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شیر محمد زمان کے دور کی کونسل نے مذکورہ سفارش کی تائید کی۔ اور پھر اس کے بعد ڈاکٹر خالد مسعود کے دور میں کونسل نے مذکورہ دفعہ پر دوبارہ غور کرتے ہوئے کونسل کی سابقہ سفارش سے اختلاف کیا اور مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کو دو سال کے انتظار کے بعد تنسیخِ نکاح کے لیے عدالت سے رجوع کرنے کی سفارش کی۔

خاوند کے مفقود الخبر ہونے کی صورت میں عورت کے لیے انتظار کی مدت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں فقہاء کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں لکھا ہے کہ:

"علماء کا ایسے مفقود الخبر کے بارے میں اختلاف ہے جس کی زندگی اور موت کے بارے میں دارالسلام میں کوئی خبر نہ ملے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حاکم وقت کے سامنے اس معاملے کے پیش ہونے کے دن سے بیوی کے لیے چار سال کی مدت متعین کر دی جائے اور شوہر کی زندگی اور موت کی کوئی خبر نہ مل سکے تو یہ مدت ختم ہو جائے گی اور زوجہ عدت وفات چار ماہ دس دن گزارے گی اور نکاح ثانی کے لئے حلال ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی قول مروی ہے اور اسی قول کے امام لیث رحمہ اللہ بھی قائل ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ مفقود الخبر شوہر کی بیوی اس وقت حلال ہو گی جب شوہر کی موت کی تصدیق ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ قول مروی ہے"۔[11]

عورت کے لئے شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی بنا پر فقہ مالکیہ میں ایک سال تک انتظار کا قول بھی ملتا ہے۔ اس سلسلے میں الحیلۃ الناجزہ میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"مفقود الخبر شوہر کی زوجہ کے لئے مزید چار سال انتظار کا حکم اس صورت میں بالاتفاق ضروری ہے کہ جب وہ صبر و تحمل اور عفت کے ساتھ اتنی مدت گزار سکے۔ لیکن اگر ایسی صورت ممکن نہ ہو یعنی زوجہ اندیشہ ابتلاء ظاہر کرے اور اس نے مفقود الخبر کی عرصہ دراز تک انتظار کرنے کے بعد مجبوراً درخواست دی ہے کہ جب وہ صبر سے عاجز آگئی ہے تو پھر اس میں بھی گنجائش ہے کہ فقہ مالکیہ کے موافق چار سال کی مدت میں تخفیف کر دی جائے۔ کیونکہ کہ عورت کے ابتلاء کے شدید اندیشہ کی صورت میں فقہ مالکیہ کے مطابق کم از کم ایک سال صبر کرنے کے بعد تفریق جائز ہے۔ اور جب قرائن قویہ سے ابتلاء کا قوی اندیشہ ہو یا زنا کا خوف ہو تو حاکم کو ایک سال کے قول پر بھی تفریق کا حکم دینے کی گنجائش ہے"۔[12]

راقم الحروف کی رائے کے مطابق مفقود الخبر شوہر کی بیوی کے حوالے سے جسٹس تنزیل الرحمن کے دور کی کونسل کی سفارش مناسب ہے جس میں عورت کے لئے عدالت کی طرف سے ایک سال کے انتظار کا حکم دینے اور نان نفقہ کے سرکاری خزانہ سے انتظام کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ یہ سفارش خواتین کے لئے اگرچہ کسی حد تک ذہنی سکون و آسودگی باعث نہیں البتہ سہولت و آسانی کا باعث ضرور ہے۔

شوہر کو سزائے قید کی صورت میں تنسیخ نکاح کا حق:

ایسا شوہر جس کو کسی بناء پر عدالت کی جانب سے معین یا غیر معینہ مدت تک سزائے قید ہو جائے تو ایسی عورت کے لئے جو اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارشات کہ ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ بھی زیرِ بحث مضمون کے ضمن میں ضروری ہے۔

کونسل نے ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کو چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمن کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ایکٹ ۱۹۳۹ء پر شق وار بحث کرتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر سفارش مرتب کی۔[13]

کونسل میں بحث:

کونسل کے اجلاس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مروجہ قانون، قانونِ تنسیخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲(۳) کو زیر بحث لایا گیا جو کہ درج ذیل ہے:

"زوجہ اس صورت میں تنسیخِ نکاح کا حق رکھتی ہے جب اس کے خاوند کو سات سال یا اس سے زیادہ عرصہ کے لئے سزائے قید ہو گئی ہو"۔[14]

اجلاس میں مذکورہ دفعہ سے متعلق چیئرمین کونسل ڈاکٹر تنزیل الرحمن کے تحریری رائے پڑھی گئی جو حسبِ ذیل ہے:

پاکستان میں قانونِ انفساخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کے دفعہ ۲(۳) کی رو سے عورت کو طلب تفریق کا حق دیا گیا ہے جب اس کے خاوند کو سات سال یا اس سے زائد کی سزائے قید ہو چکی ہو۔ مذکورہ دفعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو ۷ سال کی قید کا حکم ہوتے ہی بیوی کو حقِ تفریق پیدا ہو جائے گا اور عورت کو توقف یا انتظار کی ضرورت نہیں۔ مناسب ہو گا کہ مذکورہ دفعہ میں ذکر کردہ ۷ سال کی مدت کو کم کر کے تین سال کر دیا جائے بشرطیکہ سزا کی کمی یا موقوفی کے جملہ قانونی مراحل طے ہو چکے ہوں۔ اسی اصول کے تحت مرد کا غائب ہو جانا یا کسی شرعی عذر کے بغیر حقوق زوجیت ادا نہ کرنا مثلاً مباشرت سے گریز کرنا یا انکار کرنا بھی داخل ہیں۔ جیسا کہ دفعہ ۲(۳) کی ضمنی دفعہ (الف) کے تحت ایسے صورتوں میں تین سال کی مدت کا تعین کیا جانا مذکور ہے۔[15]

کونسل کی سفارش:

چیئرمین کونسل جسٹس تنزیل الرحمن کی رائے کے مطابق کونسل نے دفعہ ۲ کی ذیلی دفعہ ۳ کے بارے میں درج ذیل سفارش کی کہ:

"سات سال کی مدت کے بجائے تین سال قید کی سزا ہونے پر زوجہ کو طلب تنسیخ نکاح کا حق دیا جانا چاہیے۔"

البتہ ذیلی دفعہ ۴ کے بارے میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں ہے لہذا اس کو جوں کا توں رکھا جائے"۔[16]

مذکورہ دفعہ پر کونسل میں دوبارہ غور:

یکم تا ۲ مئی ۱۹۹۹ء کو چیئرمین کونسل ڈاکٹر شیر محمد زمان کی صدارت میں منعقدہ کونسل کے ۱۳۶ ویں اجلاس میں مذکورہ دفعہ پر دوبارہ غور کیا گیا۔

کونسل نے مذکورہ دفعہ ۲(۳) کے حوالے سے کونسل کی سابقہ سفارش (جسٹس تنزیل الرحمن کے دور کی کونسل کی سفارش) سے اتفاق کیا۔

کونسل میں مزید غور:

کونسل نے چیئرمین کونسل مولانا محمد خان شیرانی کی صدارت میں ۲۱-۲۲ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو منعقدہ اپنے ۱۹۶ ویں اجلاس میں فسخ نکاح بوجہ سزائے قید کے حوالے سے قانونِ انفساخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۲(۳) پر دوبارہ غور کیا۔ جس کے مطابق "زوجہ اس صورت میں تنسیخِ نکاح کا حق رکھتی ہے جب اس کے خاوند کو سات سال یا اس سے زیادہ عرصہ کے لئے سزائے قید ہو گئی ہو۔"[17]

علماء کا اعتراض:

مذکورہ بالا دفع پر علماء کی طرف سے درج ذیل اعتراض کیا گیا کہ:

"درج بالا دفعہ بالکل حذف کرنے کے قابل ہے کیونکہ سزاؤں میں تخفیف بھی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اگر خرچہ کا کوئی انتظام موجود ہو تو سات سال تو کیا دس بارہ سال بھی شرکت زندگی کی قطع کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیے ہاں البتہ اگر خرچے کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر بے شک ایک سال بھی زائد ہے"۔[18]

شعبہ تحقیق کا مختصر تبصرہ:

شعبہ تحقیق نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ دفعہ ۲(۳) محل نظر ہے کیونکہ سزائے قید اگرچہ وہ سات سال ہو جیسا کہ مذکورہ دفعہ میں ذکر ہے یا تین سال ہو جیسا کہ کونسل کی سابقہ کا سفارش میں ذکر ہے، کی بنا پر نکاح کے فسخ کرنے کی اجازت دینا درحقیقت

خاندانی نظام کے منتشر ہونے کا باعث بنے گا۔ ہمارے ملک میں مدتوں تک قیدی جیلوں میں پڑے رہتے ہیں جن کی اولادوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا کونسل اس حوالے سے مذکورہ دفعہ اور سابقہ سفارشات پر غور کرے۔[19]

کونسل کے شعبہ تحقیق کے ریسرچ نوٹ کا خلاصہ:

شعبہ ریسرچ نے مذکورہ بالا دفعہ اور کونسل کی سابقہ سفارشات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک ریسرچ نوٹ تحریر کیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

دلیل شرعی نہ ہونے کی وجہ سے شوہر کے قید ہونے کی صورت میں جمہور فقہاء نے فسخ نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ البتہ امام ابن تیمیہ نے مذکورہ صورت میں مفقود الخبر کے بیوی پر قیاس کرتے ہوئے تفریق کی اجازت دی۔[20]

اراکین کونسل کی آراء کا خلاصہ:

چیئرمین کونسل مولانا محمد خان شیرانی نے کہا کہ قرآن سنت کی رو سے میاں بیوی کے باہمی تعلق اور نکاح کے لغوی مطالب کو مد نظر رکھنا چاہیے۔[21]

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُم وَ اَنتُم لِبَاسٌ لَّهُنَّ "۔ [22]

ترجمہ: وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

اس آیت میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"لِّتَسكُنُوا اِلَيهَا"۔[23]

ترجمہ: تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔

جبکہ نکاح کا مطلب ہی یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے میں زوجین کا "جذب ہو جانا" یا "ایک کا دوسرے میں سما جانا"۔ مذکورہ آیات اور لغت کی رو سے میاں بیوی دونوں کا ایک دوسرے کا لباس ہونے، باعث سکون ہونے، جذب ہونے اور سما جانے کا تقاضہ تو یہ ہے کہ یہ "ایک جان دو قالب" کی مانند ہیں اور ان دونوں میں کوئی دوئی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا تمام دلائل کا تقاضہ یہ ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ ہر قسم کی خود غرضی سے پاک ہونا چاہیے اور خاوند کے قید ہونے کی صورت میں بیوی کو فسخ نکاح اور علیحدگی کا حق دینا خود غرضی معلوم ہوتی ہے۔ اور شوہر کے قید ہونے کی وجہ سے بیوی کو حقِ فسخ اس وجہ سے دیا جا رہا ہو کہ بچوں کی کفالت اور بیوی کو نان نفقہ میسر نہیں ہو رہا تو کیا عدالتی تفریق کے بعد بچوں کی کفالت اور بیوی کے نان و نفقہ کا بندوبست ہو جائے گا؟ اور شوہر کے جیل میں ہوتے ہوئے میاں بیوی میں سے ہمدردی کا مستحق زیادہ کون ہے؟ تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ

شوہر اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے کیونکہ وہ جیل میں ہے اور بیوی باہر ہے۔ درحقیقت مغربی تہذیب کی یلغار کے باعث یہ مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ کیونکہ مغرب کے ہاں نکاح میں صرف خواہش اور خود غرضی کا پہلو ہوتا ہے۔ اور اگر شریعت اسلامیہ کے مقاصد کو مد نظر رکھا جائے تو یہ مسائل پیدا نہیں ہوتے اور ہمیں اس بارے میں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے اسلامی اقدار وروایات کو اپنانا ہے یا بدلتے ہوئے معاشرے کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو بدلنا ہے؟

مفتی غلام مصطفی رضوی اور مفتی ابراھیم قادری نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ چیئرمین کونسل کی بات بلاشبہ درست ہے لیکن راحت وسکون کا حصول یکطرفہ معاملہ نہیں ہے بلکہ جانبین سے اس کا تعلق ہوتا ہے، یعنی دونوں کو ایک دوسرے سے راحت وسکون حاصل ہونا چاہیے۔ اور خاوند کے قید ہونے سے عورت کے درج ذیل حقوق متاثر ہوتے ہیں، (۱) نفقہ، (۲) حق زوجیت (۳) اور خاوند کو سزائے قید دو طرح سے ہو سکتی ہے ایک تو کسی ایسے جرم کی وجہ سے جو اس نے نہیں کیا اور دوسرا اس وجہ سے واقعتاً اس نے جرم کیا ہو، تو اس صورت میں بیوی اور اس کے خاندان کی شہرت کو نقصان پہنچے گا۔ اور جہاں تک نفقہ کے مطالبے کی بات ہے تو اس کا مطالبہ ایک ضرورت ہے نہ کہ خود غرضی ہے۔

لہٰذا فقہ مالکی اور علامہ ابن تیمیہ کے مؤقف کو اختیار کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور کونسل اس پر غور وخوض کے بعد یہ دعا کرے کہ صرف قید کی وجہ سے اگر عورت کو حقِ تنسیخ نہیں ملے گا تو پھر بیوی اور اولاد کا نفقہ بیت المال کے ذمہ ہونا چاہیے۔

مولانا فضل علی حقانی نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ اگر خاوند کو سزائے قید ہونے کی صورت میں عورت کو فسخِ نکاح کا حق دیا جائے تو اس سے معاشرے میں انتشار پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے کیونکہ بہت سے مقدمات ایسے ہوتے ہیں جن میں سزائے قید یا تو بالکل ہی معاف ہو جاتی ہے یا بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے معاشرے میں پہلے سے ہی ایسے بے شمار مسائل پائے جاتے ہیں جن میں معمولی سے خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی والے اپنی لڑکیوں کو گھروں میں بٹھا لیتے ہیں اور بعد میں عدالت سے فسخ نکاح کی ڈگری لے کر لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیتے ہیں، حالانکہ میاں بیوی دونوں میں سے کوئی بھی اس کے حق میں نہیں ہوتا۔ تو درحقیقت یہ نکاح علی النکاح ہے۔ البتہ خاوند کے قید ہونے کی صورت میں جیلوں کے نظام میں ایسی اصلاحات کرنی چاہئیں جن کے ذریعے ایک مخصوص عرصہ کے دوران میاں بیوی کی آپس میں ملاقات کرا دینی چاہیے۔ جیسا کہ ہم نے صوبہ خیبر پختونخواہ میں متحدہ مجلس عمل کے دورِ حکومت میں ایسا نظام رائج کیا تھا۔

چیئرمین کونسل مولانا محمد خان شیرانی، مولانا محمد ادریس سومرو اور امین شہیدی نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ مذکورہ تفصیلی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ سزائے قید تو فسخ نکاح کا سبب نہیں بن سکتی، لہٰذا فسخ نکاح اور تفریق کی اصل وجہ عدمِ ادائیگی نفقہ ہے اور نفقہ کی وجہ سے تفریق سے متعلق فیصلہ پہلے کیا جا چکا ہے، اس لیے مذکورہ دفعہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا مذکورہ تمام اقوال کی روشنی

میں مزید تحقیق کی جائے کہ سزائے قید فسخ نکاح کے اسباب میں سے ہے یا نہیں اور شعبہ ریسرچ بھی اس سے متعلق تحقیق کرے کہ سزائے قید فسخِ نکاح کے اسباب میں سے ہے یا نہیں۔[24]

مذکورہ دفعہ سے متعلق کونسل میں مزید غور:

کونسل نے ۲۰-۲۱ جنوری ۲۰۱۵ء کو چیئرمین کونسل مولانا محمد خان شیرانی کی صدارت میں منعقدہ اپنے ۱۹۷ ویں اجلاس میں مذکورہ دفعہ پر ایک مرتبہ پھر سے غور کیا۔

کونسل کے شعبہ تحقیق کے ریسرچ نوٹ کا خلاصہ:

شعبہ ریسرچ نے سابقہ اجلاس میں کی گئی ہدایت کے مطابق ریسرچ نوٹ تیار کر کے کے ۱۹۷ ویں اجلاس میں پیش کیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک سزائے قید فسخ نکاح کے اسباب میں سے نہیں ہے۔
- حنابلہ کے ہاں خاوند کو سزائے قید کی صورت میں بیوی کو فسخِ نکاح کا اختیار حاصل ہے۔
- خاوند کو سزائے قید کی صورت میں فسخِ نکاح کا خیار عورت کو دینے کا قول مالکیہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔
- شام اور مصر کے مروجہ قوانین کے مطابق خاوند کی قید کی صورت میں عورت کو فسخِ نکاح کا خیار حاصل ہے۔
- مصر کے قانون کے مطابق اس فسخ کی صورت میں طلاقِ بائن ہو گی اور شام کے قانون کے مطابق اس فسخ صورت میں طلاقِ رجعی ہو گی۔
- وقت، ضرورت اور حالات کے پیش نظر حنابلہ کے قول کو اختیار کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔
- کونسل کی سابق سفارش کے مطابق سزائے قید کی مدت تین سال ہونے کی صورت میں فسخِ نکاح کا اختیار دے دیا جائے۔

اراکینِ کونسل کے آراء کا خلاصہ:

مفتی ابراہیم قادری نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں میری وہی رائے ہے جس کا ذکر میں سابقہ اجلاس میں کر چکا ہوں۔

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے رائے دیتے ہوئے کہا کہ دراصل اشتباہ یہ ہوتا ہے کہ ہم گفتگو کچھ کرتے ہیں اور نکاح کا بنیادی فلسفہ کچھ اور ہے۔ چیئرمین کونسل نے کہا کہ جس طرح پچھلے اجلاس میں آیات وروایات اور باقی دلائل ذکر کیے جا چکے ہیں ان سب کے مطابق میاں بیوی کا رشتہ ایک خاص قسم کا رشتہ ہوتا ہے اور اس رشتے کا تقاضہ یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک مشکلات میں گھرا ہوا ہو تو دوسرا اس کے لیے سہارا بنے اور مشکلات میں اس کا معاون بنے نہ کہ اسے چھوڑنے کی کوشش میں لگ جائے۔ نیز ہمیں

اسلامی طرز زندگی کو مغربی فکر کرسے الگ رکھنا ہو گا۔ کیونکہ مغرب میں رشتوں کو الگ الگ رکھ کر ان کے حقوق کا تعین اسی طرح کیا جاتا ہے جبکہ اسلامی طرز فکر اجتماعیت پر مبنی ہے اور اجتماعیت میں رکھ کر تمام رشتوں کے حقوق کا تعین ہوتا ہے۔ چونکہ کونسل اپنے سابقہ اجلاس میں اصل دفعہ کو مسترد کر چکی ہے جس میں قید کی وجہ سے فسخِ نکاح کا خیار دیا گیا تھا۔ اس لئے وہی فیصلہ بر قرار رکھا جائے۔[25]

کونسل کا فیصلہ:

کونسل نے مذکورہ بالا تفصیلی بحث کے بعد حسب ذیل فیصلہ کیا کہ:

"دفعہ ۲(۳) کو حذف کر دیا جائے"۔[26]

تجزیہ:

خاوند کو سزائے قید کی صورت میں عورت کے لئے تنسیخ نکاح کے حق کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل نے قانونِ انفساخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کے دفعہ ۲(۳) کا جائزہ لیا جس کے مطابق شوہر کو ۷ سال کی سزائے قید ہونے کی صورت میں زوجہ کو تنسیخِ نکاح کا حق حاصل ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے جسٹس تنزیل الرحمن کی صدارت میں کونسل نے غور کیا اور مذکورہ مسئلہ کو مرد کے غائب (مفقود الخبر) ہونے یا کسی شرعی عذر کے بغیر مباشرت سے انکار کرنے کی مانند قرار دیتے ہوئے سفارش کی کے مذکورہ دفعہ میں مذکور ۷ سال کی بجائے شوہر کو تین سال کی سزائے قید ہونے کی صورت میں بیوی کو طلبِ تنسیخِ نکاح کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شیر محمد زمان کے دور میں کونسل نے دوبارہ مذکورہ مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کونسل کی سابقہ سفارش سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد خان شیرانی کے دور میں کونسل نے مذکورہ مسئلے پر دوبارہ غور کیا اور تفصیلی بحث کے بعد یہ قرار دیا کہ چونکہ جمہور فقہاء کے نزدیک سزائے قید کی صورت میں تنسیخِ نکاح کا حق زوجہ کو حاصل نہیں اور یہاں فسخِ نکاح کا حق نفقہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے دیا جا رہا ہے تو نفقہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے تنسیخ نے نکاح کے بارے میں کونسل پہلے فیصلہ دے چکی ہے لہٰذا مذکورہ دفعہ ۲(۳) کے ضرورت نہیں ہے اور سفارش کی کہ مذکورہ بالا دفعہ ۲(۳) کو حذف کر دیا جائے۔

خاوند کو سزائے قید کی صورت میں بیوی کے لیے حقِ تنسیخِ نکاح کے حوالے سے فقہاء میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زوجہ کو تفریق کا حق حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ المغنی میں ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ:

"فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خاوند کو سزائے قید کی صورت میں بیوی اس وقت تک نکاح نہیں کرے گی جب تک کہ قیدی کی وفات کا یقین نہ ہو جائے"۔[27]

اور دوسری رائے کے مطابق مذکورہ صورت میں بیوی کو تنسیخِ نکاح کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ شرح قانون الاحوال الشخصیۃ میں ڈاکٹر مصطفی سباعی ہیں لکھتے ہیں کہ:

"امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق قید کی وجہ سے تفریق کا حق حاصل ہے اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی صراحتاً کہا ہے کہ قیدی کا حکم غائب (مفقود الخبر) جیسا ہے"۔[28]

راقم الحروف کی رائے کے مطابق جسٹس تنزیل الرحمن کے دور کی کونسل کی سفارش مناسب اور مفید ہے کیونکہ کہ شوہر کے قید ہونے کی صورت میں زوجہ کو تنسیخِ نکاح کا حق دینا دراصل مرد کے غائب (مفقود الخبر) ہو جانے کی مانند ہے جس کا مقصد عورت کو ضرر سے محفوظ رکھنا ہے۔

خلاصہ بحث

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رشتہ ازدواج کو زوجین کے لیے باعثِ سکون اور رحمت بنایا ہے لیکن بسا اوقات بعض نامساعد حالات کے پیشِ نظر اس رشتہ میں انقطاع پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ شریعتِ اسلامیہ نے بنیادی طور پر طلاق کا اختیار مرد کو دیا ہے۔ لیکن بعض شرعی مسائل اور حالات کے پیشِ نظر عورت بھی عدالت میں جاکر تنسیخِ نکاح کا حق رکھتی ہے۔ البتہ کوئی عورت بنا کسی عذرِ شرعی کے اگر نکاح فسخ کروانا چاہے اور قاضی یا عدالت اس کے حق میں فیصلہ کر دے، تو شرعی اعتبار سے یہ فیصلہ معتبر نہیں ہو گا۔ ہاں! اگر کسی بینہ سے ثابت کردہ عذرِ شرعی کی بناء پر قاضی یا عدالت تنسیخِ نکاح کا فیصلہ کرے تو وہ شرعاً معتبر ہو گا۔ ایسی وجوہات جن کی بناء پر عورت کی طرف سے تنسیخِ نکاح کا فیصلہ معتبر سمجھا جائے گا درج ذیل ہیں:

۱۔ خاوند عورت کے حقوق ادا نہ کرتا ہو، نفقہ نہ دیتا ہو۔

۲۔ خاوند نامرد ہو۔

۳۔ خاوند لاپتہ (مفقود الخبر)۔

۴۔ خاوند پاگل ہو۔

ان تمام صورتوں میں فسخِ نکاح کے لیے اپنی اپنی شرائط ہیں، اگر ان شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے فسخِ نکاح کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ شرعاً نافذ ہو گا ورنہ نہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آج کل فسخِ نکاح کی شرائط کے حصول میں مشکلات کی بناء پر عدالت اپنی ڈگری میں خلع کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ ان صورتوں میں بھی عدالت کا فیصلہ فسخِ نکاح ہی شمار ہو گا۔ بشرطیکہ شرعی اصولوں و قوانین کی مکمل پاسداری و پابندی ملحوظ رکھی جائے۔ مثلاً بعض دفعہ خاوند کو اطلاع دیئے بغیر عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ مغربی ممالک کی عدالتوں میں عورت کی طرف سے ذرا سے گھریلو اختلاف کے سبب شوہروں کو جیل میں قید کروانے یا شوہر سے بغیر کسی تکلیف یا اختلاف کے علیحدگی کا حق عورت کو حاصل ہے، لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عورت کی طرف سے فسخِ نکاح کا عدالتی فیصلہ فقط اس صورت میں معتبر ہو گا جبکہ تمام شرعی شرائط کی پاسداری کرتے ہوئے عدالت فیصلہ کرے، یعنی عورت کا دعویٰ دو گواہوں سے ثابت ہوا ہو اور خاوند کو ہر ممکنہ اطلاع دینے کے طریقہ کار اختیار کرنے کے باوجود وہ حاضر نہ ہوا ہو۔ جن صورتوں میں فسخِ نکاح یا خلع کا فیصلہ غیر شرعی طور پر ثابت ہوا ہو، وہاں فیصلہ کالعدم سمجھا جائے گا اور عورت کے لیے دوسری شادی کرنا جائز نہ ہو گا۔

سفارشات و تجاویز

مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں **اسلامی نظریاتی کونسل سب سے منفرد اہمیت کا حامل ایک معتبر آئینی ادارہ ہے۔ جس کے ذمے وطنِ عزیز کی حکومت اور شہریوں کو وقت اور زمانے کے حالات و واقعات اور عصری ضرورتوں کے پیشِ نظر اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانا ہے اور ان کے مسائل کا حل اسلام کی حقیقی و دائمی تعلیمات کے مطابق پیش کرنا ہے۔**

- پاکستانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے علماء و مشائخ و دیگر سیاسی و سماجی رہنما اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے پیشِ نظر اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔
- ملک میں تنسیخ نکاح کے بڑھتے مسائل کے سدباب کے لئے اسلامی تعلیمات میں خواتین کو دیئے گئے حقوق کے فروغ کے لئے الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے کمپین چلائی جائی۔
- فسخِ نکاح کی روک تھام کے لئے عوامی سطح پر شعور کے لئے ایسے رسائل و کتب اور پروگرامز منعقد کئے جائیں جن سے ایسے بڑھتے ہوئے رجحانات کی روک تھام ممکن ہو سکے۔
- کسی بھی مفقود الخبر شوہر کی زوجہ اور اس کے بچوں کے تحفظ کے لئے نان و نفقہ اور ہر ممکنہ امداد کے لئے حکومتِ وقت بروکار لائے۔
- کسی بھی مفقود الخبر شوہر کی تلاش کے لئے تمام جدید ذرائع کا استعمال کیا جائے۔ تاکہ اس کی زوجہ اور اس کے بچوں کو ذہنی اذیت اور تکلیف سے بچایا جا سکے۔
- مفقود الخبر شوہر کے کیس کے معاملے میں عدالتوں کو کیس کی نزاکت کے پیش نظر فی الفور ایکشن لینا چاہیئے تاکہ نکاح جیسے مقدس فریضہ کا تقدس برقرار رہے۔
- ملکی سطح پر تنسیخِ نکاح کے بڑھتے مسائل کی روک تھام کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قوانین کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔
- زوجین کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیمات کی تفہیم حاصل کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

حوالہ جات

(1) ۔اسلامی نظریاتی کونسل، سالانہ رپورٹ ۲۰۱۶۔۲۰۱۵، ص ۷۔۳

(2) ۔العینی، محمود بن احمد، البنایۃ شرح الہدایۃ، دار الفکر بیروت، ۲۰۰۰ء، ۷/ ۳۵۷

(3) ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۴۲

(4) ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۴۲

(5) ۔سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص:۵۴

(6) ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۴۲-۴۳

(7) ۔سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص:۵۵

(8) ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب حکم المفقود فی اھلہ ومالہ، رقم الحدیث ۵۲۹۱

(9) ۔سالانہ رپورٹ ۰۹-۲۰۰۸ء، ص:۱۷

(10) ۔سالانہ رپورٹ ۹۹-۲۰۰۸ء، ص:۱۶۷

(11) ۔ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد القرطبی، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، الفصل الثالث فی خیار الفقد، ۳/ ۷۵

(12) ۔تھانوی، مولانا اشرف علی، الحیلۃ الناجزہ، ص:۱۱۰

(13) ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۴۲

(14) ۔مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء نظر ثانی اور سفارشات، ص:۱۹

(15) ۔سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص:۵۶

(16) ۔دسویں رپورٹ مسلم عائلی قوانین، ص:۴۵

(17) ۔سالانہ رپورٹ ۹۹-۱۹۹۸ء، ص:۵۶

(18) ۔تھانوی، مولانا احتشام الحق، عائلی قوانین اور اختلافی نوٹ، مکتبہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی، ص:۲۰۱

(19) ۔سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۲۲

(20) ۔سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۱۸۰

(21) ۔سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۲۳

(22) ۔البقرہ ۲:۱۸۷

(23) ۔الروم ۳۰:۲۱

(24) ۔سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۲۴-۲۳

(25) ۔ سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۴۹-۴۸

(26) ۔ سالانہ رپورٹ ۱۵-۲۰۱۴ء، ص:۱۵۷

(27) ۔ ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ، المغنی، ۹/ ۱۳۰

(28) ۔ مصطفی سباعی، ڈاکٹر، شرح قانون الاحوال الشخصیہ، ۱/ ۲۳۷

Bibliography

1-Islamic Ideological Council, Annual Report 3

2-Al-Aini, Mahmoud Bin Ahmad, Al-Bana'i Sharh Al-Hidaya, Dar Al-Fikr Beirut

3-Tenth Report Muslim Family Law,

4-Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, Al-Sahih Al-Bukhari, Book of Divorce

5-Ibn Rushd, Abu Al-Waleed Muhammad Bin Ahmad Al-Qurtubi

6-Thanawi, Maulana Ashraf Ali, Al-Haila Al-Najja

7-Tenth Report Muslim Family Law

8-Review and Recommendations of the Muslim Family Law Ordinance,

9-Thanawi, Maulana Ehtesham-ul-Haq, Family Laws and Disagreement Notes, Maktab Ehteshamia Jacob Line Karachi.

10-Al-Baqarah 2: 1

11-Romans 1: 1

12-Ibn Qudaamah, Mowaffaq-ud-Din Abdullah bin Ahmad Ibn Qudaamah, Al-Mughni, 2/3

13Mustafa Sabai, Doctor, Sharh Qanun Al-Ahwal Al-Shakhshiyah